# مولانا مودودی، جاپان میں

معین الدین عقیل *

**ABSTRACT:**

*The study regarding Islam and Muslim world is increasing these days in Japan. Several universities have established institutes and departments in their disciplines for this purpose. Besides studies on Islamic world, South Asia is also covered with its socio-political and cultural norms. In this respect, importance is also given to Islamic revival movements and modern Islamic thoughts by several prominent scholars and research students in their research studies and projects. Among them, Prof. So Yamane of Osaka University, and Ms. Sunaga Emiko and Sasaoki Noriko of Kyoto University's Institute of Islamic Area Studies, are quite active in studies of South Asian Islamic movements and thoughts and written research papers and articles especially on the contribution of Abul A'la Maududi and Jamat-e-Islami of Pakistan. In this article a survey is conducted what Japanese scholars have contributed in Japan in the studies particularly covering the activities and thoughts of Abul A'la Maududi in the revival of Islam in South Asia through his writings and his movement, Jamat-e-Islami in Pakistan.*

جاپان میں مطالعاتِ اسلامی کی روایت بہت قدیم نہیں۔اس سے قبل کہ جاپانی مصنفین مطالعۂ اسلام میں دل چسپی لیتے، جس کی شہادت بیسویں صدی کے آغاز میں ملتی ہے، ہندوستانی انقلابی رہنما مولوی برکت اللہ بھوپالی نے جب اپنی سیاسی سرگرمیوں کے تسلسل میں وطن کو خیر باد کہا اور ہندوستان سے نکل کر مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے بیسویں صدی کے اوائل میں ۱۹۰۹ء میں کچھ عرصے کے لیے جاپان کو اپنا مسکن بنایا تو وہاں مطالعۂ اسلام کا بھی آغاز کیا۔وہ وہاں ۱۹۱۴ء تک ٹوکیو میں مقیم رہ کر زبانیں سکھانے والے وہاں کے سرکاری ادارے میں، جس نے بعد میں ''ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز'' کی صورت وحیثیت اختیار کی، اردو کے استاد کی حیثیت سے منسلک ہوئے۔اس شغل کے ساتھ ساتھ انھوں نے اپنے طلبہ میں اسلام سے موانست بھی پیدا کرنی شروع کی جس کے نتیجے میں چند افراد نے اسلام قبول کیا۔ساتھ ہی اپنے انقلابی خیالات کی تشہیر کے لیے انھوں نے ۱۹۱۰ء میں انگریزی میں ایک اخبار Islamic Fraternity بھی جاری کیا جو ان کے وہاں قیام (۱۹۱۴ء) تک نکلتا رہا۔

* پروفیسر ڈاکٹر، سابق صدر شعبۂ اردو، جامعہ کراچی، کراچی
برقی پتا: moinuddin.aqeel@gmail.com
تاریخِ موصولہ: ۱۱/اپریل ۲۰۱۴ء

جاپانیوں میں اسلام کے قبول کرنے کی روایت کا آغاز انیسویں صدی کے آخر سے شروع ہو چکا تھا جب پہلے پہل ایک جاپانی صحافی شوتارونودا (۱۸۶۸ء۔۱۹۰۴ء) نے ترکی کے اپنے دوسالہ قیام کے دوران ۲۱/مئی ۱۸۹۱ء کو اسلام قبول کیا، اور عبدالحلیم نام اختیار کیا۔ اس کے کچھ ہی دن بعد ایک اور جاپانی تاجر توراجیرہ یامادا نے بھی وہیں اسلام قبول کیا(۱)۔

خود جاپانیوں میں اسلام کی تفہیم اور مطالعے کا آغاز پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہوا جب جاپانی رہنماؤں میں استعماری طاقتوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی عزائم کو دیکھ کر یہ احساس پیدا ہوا کہ عالمِ اسلام کے ساتھ ایک اتحاد اور ہم آہنگی خود جاپان کے دفاع کے لیے مفید ثابت ہوسکتی ہے۔ اس ''اسلام حکمت عملی'' کا آغاز اولاً ۱۹۱۰ء سے ہوا جب ''مشرقِ اعظم'' کے عنوان سے ٹوکیو کے ''ادارۂ ایشیا پارلیمنٹ'' (بمثل قومی اسمبلی) سے ایک جریدے کی طباعت کا آغاز ہوا، جو ڈیڑھ سال تک نکلتا رہا۔ اس کے مدیر تویاما میتسوروا اور اینوکائی سویوشی (اس وقت کے وزیرِاعظم) تھے۔

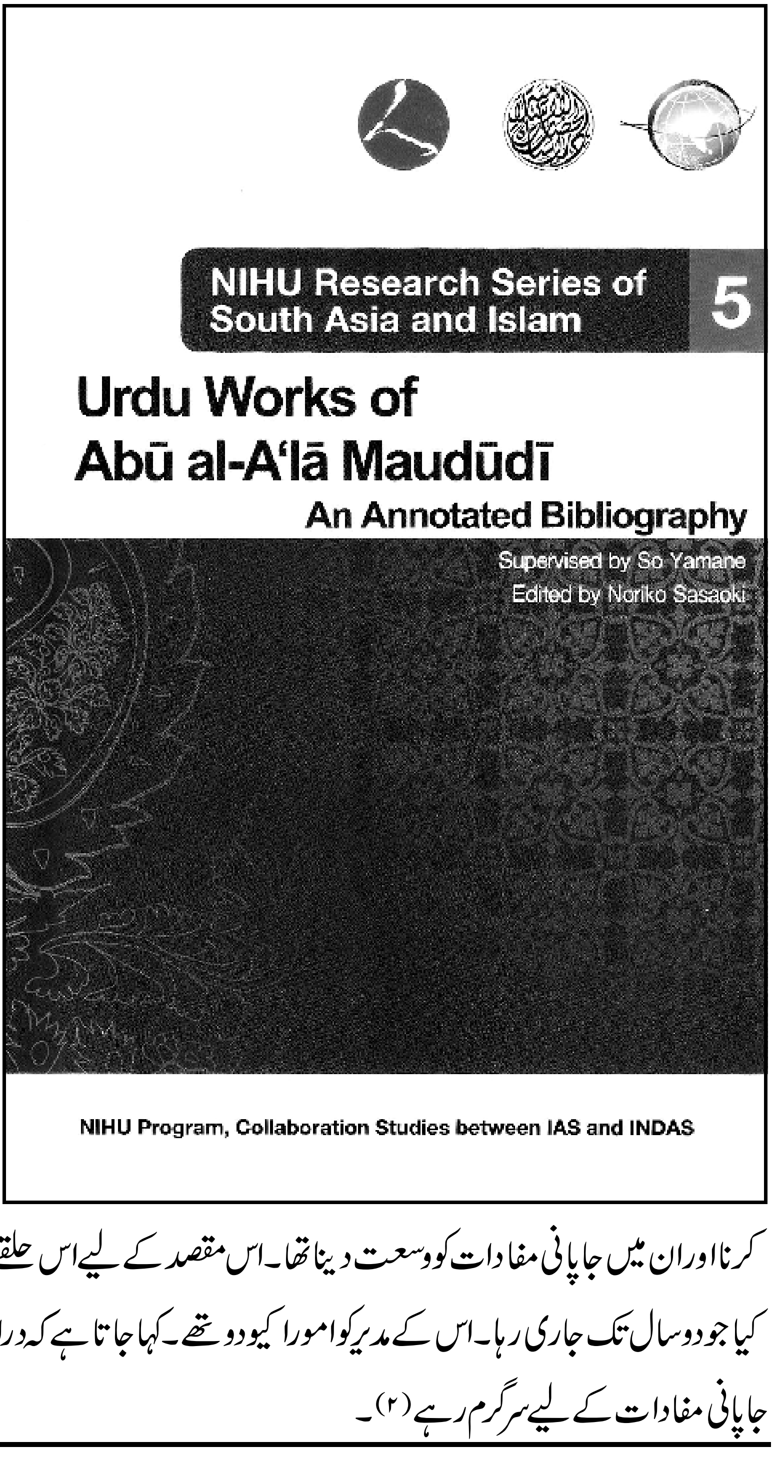


مذکورہ ''اسلام حکمت عملی'' کا بیرونی سطح پر آغاز اسلامی ممالک سے پہلے چین میں ہوا جہاں ''عظیم ایشیائیت'' کے تصور کے حامیوں نے ''حلقۂ مطالعۂ اسلام'' قائم کر کے ایسی کوششیں کیں جن کا مقصد چینی مسلمانوں کو چین میں جاپانیوں کی سیاسی مداخلت کی راہ ہموار کرنے کے لیے تیار کرنا اور ان میں جاپانی مفادات کو وسعت دینا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس حلقے نے ۱۹۲۷ء میں ''رسالہ دین اسلام'' جاری کیا جو دو سال تک جاری رہا۔ اس کے مدیر کوامورا کیودو تھے۔ کہا جاتا ہے کہ دراصل وہ جاپانی جاسوس تھے جو مسلمانوں میں جاپانی مفادات کے لیے سرگرم رہے(۲)۔

اسی ضمن میں ایک جاپانی سیاسی رہنما شومے اوکاوا خاصے سرگرم ہوئے اور انھوں نے اسلام کو اپنے باقاعدہ مطالعے کا موضوع بنایا اور اس ذیل میں نہ صرف اسلام کا مطالعہ کیا بلکہ قرآن کا ترجمہ بھی جاپانی زبان میں کر دیا، جو جاپانی زبان میں قرآن مجید کا اوّلین ترجمہ ہے۔اس کی بنیاد ایک انگریزی ترجمے پر تھی۔ مزید اس ضمن میں آگے بڑھ کر انھوں نے ''عالم اسلام'' کے نام سے جاپانی زبان میں ایک رسالے کا اجرا بھی کیا، جو دوسری جنگ کے اختتام تک نکلتا رہا۔

علمی سطح پر اس عرصے میں پروفیسر رے اپچی گامونے جاپان میں پہلے پہل اسلام کے مطالعے میں دلچسپی لی۔ وہ ''ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز'' سے منسلک تھے اور اردو زبان کے پروفیسر تھے۔انھوں نے جاپان میں اردو ادب کے مطالعے کو بے حد فروغ دیا۔ فارسی اور اردو سے انھیں کامل واقفیت تھی۔سعدی کی فارسی تصنیف ''گلستان'' اور میر امن کی اردو تصنیف ''باغ و بہار'' کے جاپانی تراجم ان کی یادگار ہیں۔ پروفیسر گامونے نہ صرف اردو ادب کے مطالعے کا ذوق عام کیا بلکہ اپنے طلبہ میں اسلام کے مطالعے کا شوق بھی پیدا کیا۔ان کے شاگردوں میں پروفیسر کان کا گایا، پروفیسر کرویاناگی، پروفیسر سوزوکی تاکیشی نامور اسکالر ثابت ہوئے جنھوں نے اردو و فارسی زبان و ادب کی تعلیم کو بہت وسعت دی اور شعبۂ اردو کو مستحکم کیا۔ پروفیسر سوزوکی نے اردو ادب کے متعدد تراجم جاپانی زبان میں کیے اور اردو زبان و ادب کے مطالعے کا ذوق عام کر کے ''بابائے اردو'' کے طور پر معروف و ممتاز ہوئے۔ جدید محقّقین اور مصنّفین میں پروفیسر کان کا گایا اردو کے علاوہ فارسی اور عربی سے بھی خوب واقف ہیں اور اسلام کے مطالعے میں مصروف رہ کر اسلام کے بارے میں مختلف عنوانات کے تحت متعدد تحقیقی مقالات لکھ چکے ہیں۔ایک ضخیم ''اردو۔ جاپانی لغت'' ان کا مثالی کارنامہ ہے۔ پروفیسر کرویاناگی فارسی سے وابستہ ہیں، جنھوں نے ایک مجلّہ ''انڈو ایران'' جاری کیا اور ایک مبسوط تحقیقی مقالہ 'ہندوستان میں اسلامی فکر کا ارتقا' تحریر کیا اور اقبال اور مولانا مودودی کے افکار کے مطالعے پر اس مقالے کو مرکوز رکھا۔

ان علماء کے معاصرین میں ایک اہم نام پروفیسر توشی ہیکو اِزتسو کا ہے جنھیں فلسفۂ مذہب سے خاص دلچسپی ہے۔اس تعلق سے اسلام بھی ان کے مطالعے کا محور رہا پھر وہ اسی کے ہو رہے۔ان کے موضوعاتِ دلچسپی میں اسلامی فلسفہ اور تصوف خاص نمایاں ہیں۔ وہ عربی اور انگریزی زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور زیادہ تر انگریزی ہی میں لکھتے رہے، اس لیے عالمی شہرت کے حامل رہے۔انھوں نے جاپانی زبان میں قرآن کا ترجمہ بھی کیا۔ وہ ٹوکیو کی ایک یونیورسٹی سے منسلک تھے، جہاں انھوں نے مطالعۂ اسلام کا ایک شعبہ قائم کیا اور اس کے تحت اسلام کے مطالعے اور تحقیق و تصنیف کو فروغ دیا۔ان کی دو تصانیف کے تراجم اردو میں بھی ہوئے ہیں جنھیں ''ادارۂ ثقافت اسلامیہ'' لاہور نے شائع کیا ہے۔مطالعۂ اسلام کے ضمن میں ان کا ایک بڑا کارنامہ ایک ایسی نسل کی تیاری ہے جس نے جاپان کی جامعات اور تحقیقی اداروں سے منسلک ہو کر اسلام کی تفہیم و تعلیم اور اس کے مطالعے کو فروغ دیا اور اس عمل میں شبانہ روز مصروف رہے۔

پروفیسر ازتسو کی طرح ایک اور پروفیسر ناکامورا کوجیرو کا ذکر بھی ضروری ہے جو ازتسو صاحب کے معاصر ہیں اور ان کا امتیاز یہ ہے کہ انھوں نے ٹوکیو یونیورسٹی سے منسلک رہ کر اسلامیات کی تدریس کے ساتھ ساتھ وہاں شعبۂ اسلامیات قائم کیا اور اس کے تحت ایک ''ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی'' کی بنیاد رکھی جو اس نوعیت کا جاپان میں اوّلین ادارہ تھا۔ یہاں ایک عالی شان کتب خانہ بھی قائم ہوا جو جاپان میں علومِ اسلامی کے مطالعے میں بہت معاون ہے۔ اس میں دنیا بھر سے مختلف زبانوں کی کتابیں اور مخطوطات جمع کیے گئے ہیں۔ اس ادارے سے ایک اعلیٰ سطحی تحقیقی مجلّہ بھی شائع ہوتا ہے جو مطالعہ اسلامی کے لیے اور عالمِ اسلام کے سیاسی، تہذیبی اور معاشرتی موضوعات کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔

ان معروف وممتاز اساتذہ کے زیر اثر اب جہاں نوجوانوں میں مطالعہ اسلامی کو فروغ ملا ہے، وہیں دیگر متعدد جامعات میں اسلامیات کے شعبے بھی قائم ہوئے ہیں اور اب چند برسوں سے خاص طور پر کیئیو یونیورسٹی، ٹوکیو؛ واسیدا یونیورسٹی، ٹوکیو؛ اور کیوتو یونیورسٹی، کیوتو، مطالعۂ اسلام کے اہم مراکز کی صورت میں نمایاں ہوئے ہیں، جہاں تدریس کے ساتھ ساتھ اسلام اور عالمِ اسلام پر مستقل تحقیقات کا ایک تسلسل قائم ہے اور گاہے گاہے کانفرنسوں اور سیمیناروں کا سلسلہ بھی رہتا ہے اور یہاں سے اسلامی موضوعات پر کتابیں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اگرچہ مطالعات اسلامی کے لیے یہ جامعات نمایاں ہیں لیکن ان کے علاوہ کئی اور جامعات بھی ہیں جہاں اگر اجتماعی نہیں تو انفرادی سطح پر اسلامی تحقیقات کا عمل جاری ہے۔

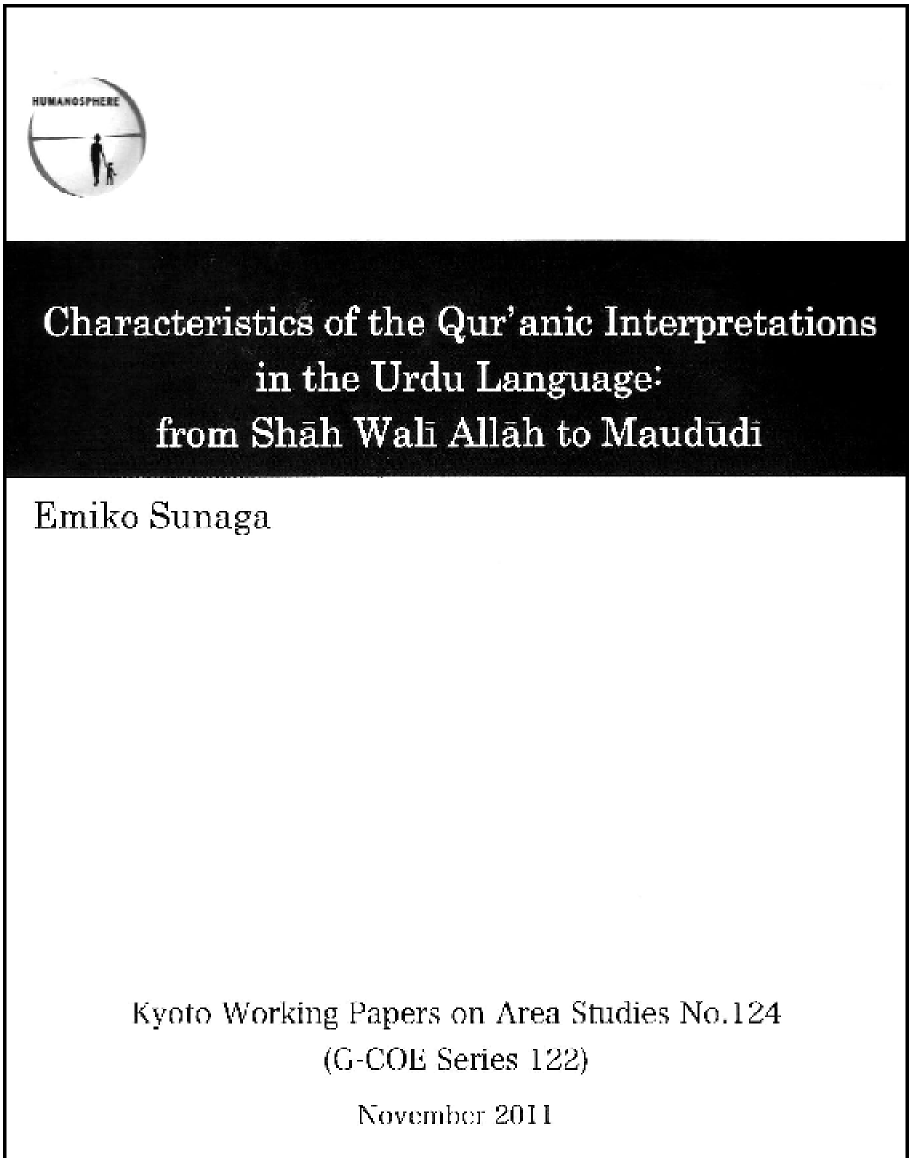
HUMANOSPHERE

Characteristics of the Qur'anic Interpretations in the Urdu Language: from Shāh Walī Allāh to Maudūdī

Emiko Sunaga

Kyoto Working Papers on Area Studies No.124
(G-COE Series 122)
November 2011

مذکورہ جامعات میں مطالعات وتحقیقاتِ اسلامی کو ایک قابل رشک حیثیت میں فروغ حاصل ہورہا ہے لیکن ان میں کیوتو یونیورسٹی میں، جو جاپان کے قدیم تاریخی اور روایتی شہر کی نہایت معروف ومؤقر یونیورسٹی ہے، اب حالیہ برسوں میں کئی اعتبار سے اس میں اسلام اور عالمِ اسلام کے تعلق سے زیادہ نمایاں علمی وتحقیقی سرگرمیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ اس کا ایک بڑا سبب یہاں پروفیسر کوسوگی یاسوشی کی موجودگی ہے جو ایک لائق پروفیسر کے ساتھ ساتھ نہایت فعّال ومستعد اور سرگرم انسان ہیں۔ عربی اور انگریزی پر عبور رکھتے ہیں۔ جامعۂ ازہر سے فارغ التحصیل ہیں اور وہیں دوران قیام مشرّف بہ اسلام ہوچکے ہیں۔ ان کی بیگم نے بھی اسلام قبول کیا ہے۔ اس یونیورسٹی میں شعبۂ اسلامیات کے علاوہ ایک ''گریجویٹ اسکول آف ایشیا،

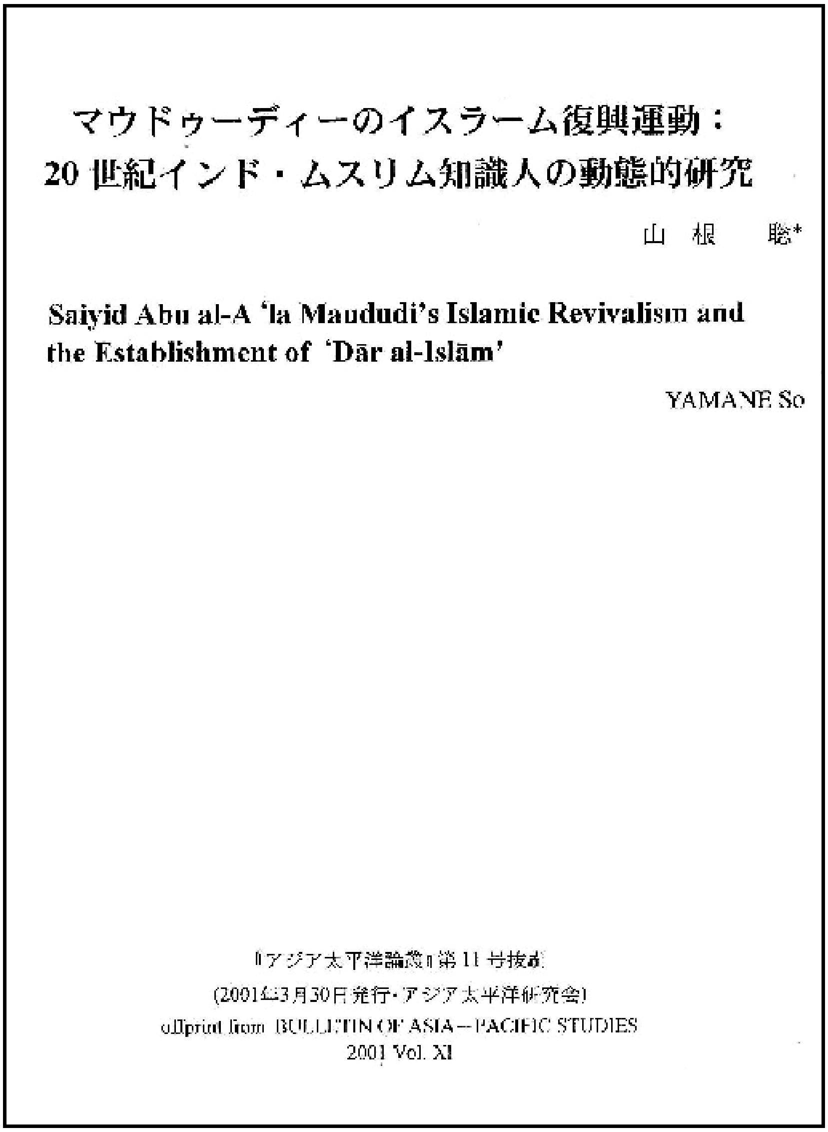
マウドゥーディーのイスラーム復興運動：
20世紀インド・ムスリム知識人の動態的研究

山根　聡*

**Saiyid Abu al-A 'la Maududi's Islamic Revivalism and the Establishment of 'Dār al-Islām'**

YAMANE So

『アジア太平洋論叢』第11号抜刷
(2001年3月30日発行・アジア太平洋研究会)
offprint from BULLETIN OF ASIA-PACIFIC STUDIES
2001 Vol. XI

افریقہ ایریا اسٹڈیز'' بھی نہایت سرگرم ہے۔ ان اداروں کے تحت مطالعات وتحقیقاتِ اسلامی کو یہاں مثالی فروغ حاصل ہورہا ہے۔ تحقیقی مجلّوں اور مطبوعات کی اشاعت اور کانفرنسوں اور سیمیناروں کے انعقاد کی ایک مستحکم روایت یہاں قائم ہوچکی ہے۔ ان ساری سرگرمیوں میں نوجوانوں کی ایک نسل یہاں پیش پیش رہتی ہے، جو نہایت اہم موضوعات پر تحقیق میں مصروف ہے اور آئے دن ان کی تحقیقات مختلف صورتوں میں منظرِ عام پر آتی رہتی ہیں۔ ان کی یہ تحقیقات پہلے سیمیناروں اور مذاکروں کے انداز کی محفلوں میں پیش ہوتی ہیں اور پھر ترمیم واصلاح کے بعد مجلوں میں شائع ہوتی ہیں۔ بالعموم ایسی محفلوں کا، جس میں دیگر شہروں اور یونیورسٹیوں کے نوجوان بھی شریک ہوتے ہیں، ایک موضوع متعین ہوتا ہے اور زیادہ تر مقالات ان موضوعات ہی کا احاطہ کرتے ہیں (۳)۔

ایسے نوجوانوں میں وہ نوجوان بھی شامل ہیں جن کی تحقیقات کا تعلق جنوبی ایشیا کے موضوعات سے، خاص طور پر جنوبی

ایشیا کے مسلمانوں کی تاریخی، تہذیبی، فکری اور سیاسی زندگی سے اور ترجیحاً عہد حاضر سے ہوتا ہے۔ اس ضمن میں یہ قابلِ لحاظ ہے کہ فکرِ اسلامی کی نسبت سے تحریکِ احیائے اسلامی، مولانا مودودی اور جماعت اسلامی مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے اس نوعیت کے تحقیقی مطالعات کا ایک تواتر سے موضوع بن رہے ہیں۔ اس ضمن میں ہیروشی کا گایا صاحب نے دراصل مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی پر راست مطالعے کا آغاز کیا تھا۔ ان کا مقالہ: Documentation Regarding Formation of Jama'at-e Islami. (جاپانی) 'اوساکا یونیورسٹی اوف فورن اسٹڈیز' کے مجلّے: Ryou Tatsen-Kanki ni Okeru Seiji jo Shakai. ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اس حوالے سے اگرچہ پروفیسر کرویاناگی صاحب نے ابتداً کی تھی اور اقبال اور مولانا مودودی کے افکار کو اپنے مبسوط مطالعے میں خصوصیت سے شامل کیا تھا لیکن اب اس کو ایک تسلسل پروفیسر سویامانے کی توجہ اور کاوشوں سے حاصل ہوا ہے۔ یہ اوساکا یونیورسٹی سے منسلک ہیں اور بظاہر شعبۂ اردو میں اردو زبان و ادب کی تدریس سے وابستہ ہیں لیکن زبان و ادب سے بڑھ کر اب ان کی توجہ اور ترجیحات جنوبی ایشیا کی سیاسی و فکری تاریخ اور عصری مسائل و حالات کے مطالعے و تحقیق تک پھیل گئی ہیں۔ پروفیسر کرویاناگی کے بعد غالباً یامانے ہی ہیں جنھوں نے جنوبی ایشیا کی تحریکاتِ اسلامی اور خاص طور پر جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے افکار و خیالات کو نہ صرف خود اپنے مطالعے کا موضوع بنایا اور متعدد تحقیقی مقالات تحریر کیے بلکہ اپنے طلبہ میں بھی ان موضوعات کے مطالعے و تحقیق کا ذوق عام کیا ہے۔ یامانے مجموعی طور پر کئی سال پاکستان، خصوصاً اسلام آباد اور لاہور میں رہ چکے ہیں۔ اسلام آباد میں ان کا قیام سفارت خانے کی ملازمت کے سلسلے میں تھا جب کہ لاہور میں ان کا قیام اولاً پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے طالبِ علم کے طور پر رہا لیکن بعد میں بھی ہر سال ایک دو مرتبہ لاہور میں ان کی آمد رہتی ہے۔ یہاں کے اکابرِ علم و ادب اور کتب خانوں اور علمی و تحقیقی اداروں سے ان کا تعلق رہتا ہے۔ یقیناً یہ نسبتیں بھی ان کے موضوعات کے تعین میں ضرور اہمیت کی حامل رہی ہوں گی۔

پروفیسر سویامانے صاحب نے اب تک درجِ ذیل مقالات، بہ اعتبارِ زمانی، جماعتِ اسلامی اور مولانا مودودی پر تصنیف کیے ہیں:

۱۔ Saiyid Abu al A'la Maududi's Islamic Revivalism and the Establishment of Dar al-Islam.(۴)

۲۔ Maududi's Islamic Revivalist Movement: A Dynamic Study of Indian Muslim Intellectuals of the 20th Century. جاپانی زبان میں، انگریزی ترجمہ(۵)۔

۳۔ Legal and Inevitable War in Islam- in Maududi's *Al-Jihad fi al Islam.*(۶)۔

۴۔ Horizons of Islam in South Asia: Iqbal and Maududi.(۷)۔

جہاں یامانے نے تسلسل سے جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کو موضوع بنایا، ان کے ساتھ اس جانب توجہ دینے

والوں میں ایک اسکالر ناکاگاوا یاسوشی بھی ہیں، جن کا مقالہ: Maududi: Islamic National Characteristic Authority. تھا، جو اوساکا یونیورسٹی کے مجلّے: Bulletin of Asia Pacific Studies, شمارہ ۱۱، ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔ یامانے اگرچہ اوساکا یونیورسٹی سے منسلک ہیں لیکن ان کا علمی رابطہ جاپان بھر کے اُن اسکالرز سے قائم ہے جو جنوبی ایشیا اور اسلام کے موضوعات پر مطالعات میں مصروف ہیں یا ایسے موضوعات پر تحقیقی کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک لحاظ سے ان افراد کے مابین ایک مستعد اور فعال رابطہ کار کا کردار بھی بہت خوش اسلوبی اور مستعدی سے انجام دے رہے ہیں جو پاکستان یا اسلام کے بارے میں تحقیقات کے خواہش مند ہیں۔ چناں چہ انھوں نے اپنے ان ذاتی مطالعات کے ساتھ ساتھ ان موضوعات پر دیگر نوجوانوں کو بھی اس جانب مطالعے کے لیے راغب کیا ہے اور ان کی رہنمائی و معاونت بھی کرتے ہیں۔ اس طرح اب تک ان کی سرپرستی و حوصلہ افزائی کے نتیجے میں کم از کم دو مبسوط کاوشیں سامنے آچکی ہیں۔ ایک پی ایچ۔ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے جسے کیوتو یونیورسٹی میں آنسہ سُنا گاایمی کو نے پروفیسر کوسوگی کی نگرانی میں ”گریجویٹ اسکول آف ایشیا، افریقہ ایریا اسٹڈیز“ میں پیش کر کے سند حاصل کی ہے۔ لیکن اس سے قبل اس طالبہ نے ایک مبسوط مقالہ، ایک پس منظر کے طور پر، بعنوان: Characteristics of the Quranic Interpretations in the Urdu Language: From Shah Waliullah to Maududi لکھا تھا، جو پی ایچ ڈی کے لیے اپنے سیمینار، منعقدہ ۹/

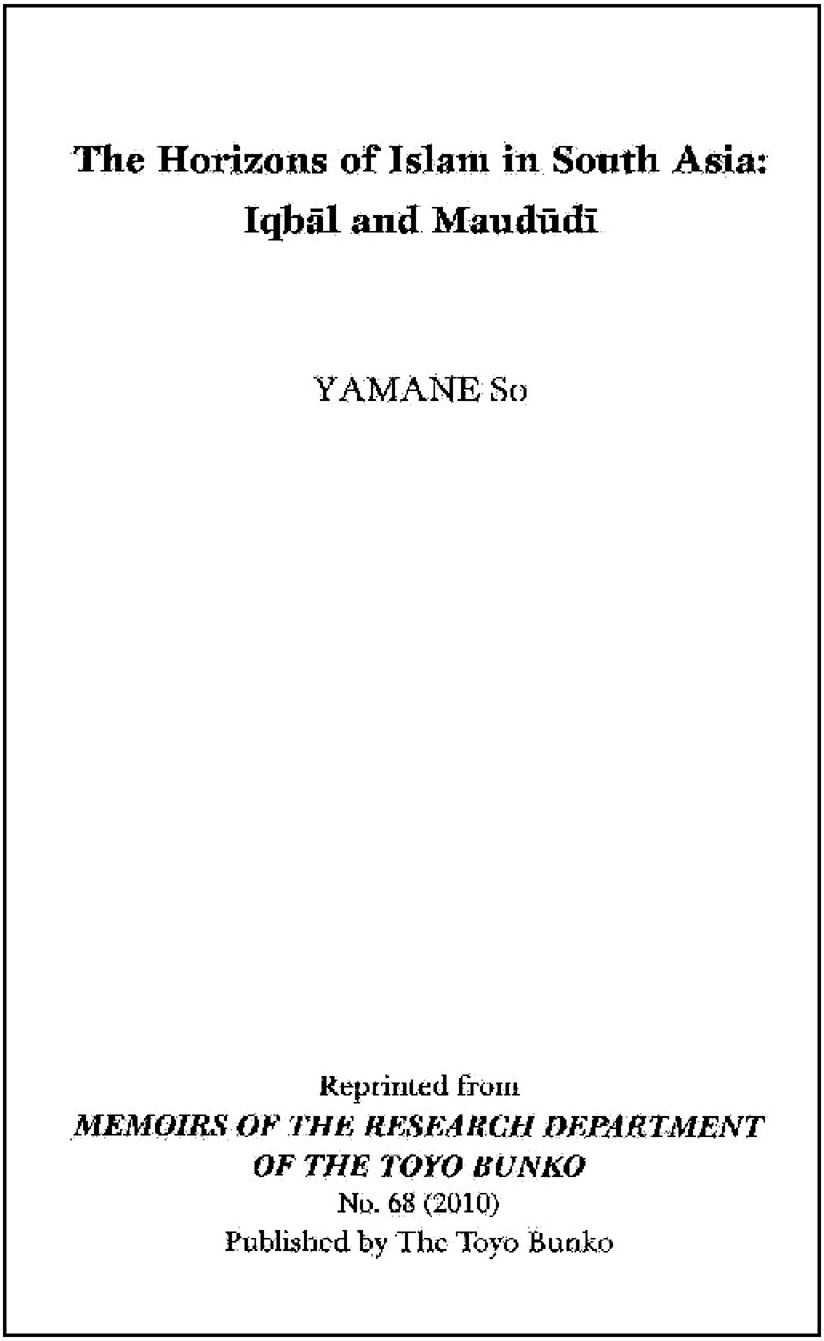
**The Horizons of Islam in South Asia: Iqbāl and Maudūdī**

YAMANE So

Reprinted from
*MEMOIRS OF THE RESEARCH DEPARTMENT OF THE TOYO BUNKO*
No. 68 (2010)
Published by The Toyo Bunko

اکتوبر ۲۰۱۱ء کو کیوتو یونیورسٹی میں پیش کیا تھا، جو G-COE Series، نمبر شمار ۱۲۲ کے تحت اگلے ماہ شائع بھی کیا گیا۔ اس مقالے میں مصنفہ نے جنوبی ایشیا میں تفسیر نویسی کی روایت اور خاص طور پر اردو میں اس روایت پر ایک تاریخی نظر ڈالتے ہوئے مولانا مودودی کی ''تفہیم القرآن'' کا قدرے مفصل مطالعہ پیش کیا تھا۔ جب کہ یہی موضوع خاصی تفصیل اور دیگر متعلقہ پہلوؤں کے ساتھ اس کے پی ایچ ڈی کے مقالے میں زیرِ مطالعہ آیا ہے۔ اس تحقیقی منصوبے کا عنوان تھا: Islamic Revival and Urdu Publication in Pakistan: A Study of Maulana Maududi as a Writer and Thinker. اس مقالے پر اس طالبہ کو ۲۰۱۳ء میں پی ایچ ڈی کی سند تفویض ہوچکی ہے۔ یہ اپنی نوعیت اور ضخامت کا اولین کام ہے جو مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی کے بارے میں جاپان میں سامنے آیا ہے، جسے سندِ قبول بھی حاصل ہوئی ہے۔ یہ مقالہ جس معیار کا ہے، اس کے مباحث اور ذیلی موضوعات کا اندازہ اس کے عنوانات سے کیا جاسکتا ہے، جسے افادۂ عام کے لیے یہاں اردو میں منتقل کر کے نقل کیا جاتا ہے تاکہ یہ بھی یہاں معلوم ہوسکے کہ جاپان میں ایک معیاری مقالہ یا مطالعہ کن خطوط پر ہوتا ہے:

تعارف: ۱۔مقالے کا عنوان؛ ۲۔مقصدِ مقالہ؛ ۳۔مقالے کا بنیادی موضوع؛ ۳۔سوال؛ ۴۔متعینہ موضوع۔علاقہ اور دور؛ ۵۔الٰہیات؛ ۶۔طریقۂ کار، خاکہ۔

حصۂ اول: تشکیلِ پاکستان

باب اول: مطالعہ پاکستان کے نظریاتی سوالات۔تعارف۔

۱۔پاکستان اور ریاست: ۱۔۱۔ خطہ، ۱۔۲۔حدود، ۱۔۳۔ قومیت، ۱۔۴۔انتقالِ اقتدار، ۱۔۵۔قومی مذہب، ۱۔۶۔قومیتیں اور زبانیں

۲۔قومی ریاست اور طریقۂ کار: ۲۔۱قومیت کی تاریخ، ۲۔۲مذہب اور قومیت

۳۔اسلام اور قومی ریاست کی حدودِ کار، ۳۔۱اسلامی ریاست کا تنازع

۴۔قومی ریاست کی حدودِ کار کا تعین

ماحصل

باب دوم۔عہدِ جدید کے جنوبی ایشیا میں مذہب اور لسانی ثقافت

تعارف

۱۔جنوبی ایشیا میں زبانوں کی تاریخ، ۱۔۱۔ ہندوستانی، ۱۔۲۔عربی، ۱۔۳۔فارسی، ۱۔۴۔شاعر کی ثقافت

۲۔اردو زبان کے قواعد کی تشکیل اور اسلامی زبانیں، ۲۔۱۔اردو کے نظام کی تشکیل، ۲۔۲۔ایک اسلامی زبان کے طور پر اردو کی فضیلت،

۳۔اسلام اور اردو، پاکستان میں، ۳-۱۔لسانی قومی تحریک اور بنگالی بولنے والوں کی علیحدگی، ۳-۲۔پاکستان اور اردو ایک عام زبان کے طور پر
ماحصل
باب سوم۔ پاکستان، تاریخی مطالعات میں
تعارف
۱۔تاریخی مطالعات اور تعلیم: ۱-۱۔ پاکستان میں اسکولوں کا نظام اور نصابی کتب، ۱-۲۔قومی تکمیل اور قومی نشان
۲۔تعلیمی نظام اور تعلیمی زبان،۲-۱۔تعلیمی نظام کا ارتقا، اسلام کی تعلیم کس طرح دی جائے، ۲-۲۔تعلیمی زبان کا ارتقا، کثیر اللسانی معاشرے میں ایک عام زبان کی تشکیل



# イスラームにおける「正当かつ不可避な戦争」について
## —マウドゥーディー著『イスラームにおけるジハード *Al-Jihād fī al-Islām*』(1930)—

山根　聡*

## 'Legal and Inevitable War in Islam'
### — in Maudūdī's "*Al-Jihād fī al-Islām*" (1930) —

1．はじめに

マウドゥーディー（Saiyid Abū al-A'lā Maudūdī, 1903-79）は、20世紀のイスラーム世界において、イスラーム復興思想の理論化とその実践をなした思想家・運動家である[1)]。彼の思想の中でも、現代を「ジャーヒリーヤ（Jāhilīya：無明時代）」と位置づけてイスラーム復興の必要性を説いた点は、エジプトのムスリム同胞団の指導者サイイド・クトゥブ（Saiyid Quṭb）に影響を与えたことで知られている[2)]。また、彼が1941年に現パキスタンのラーホールで設立した「ジャマーアテ・イスラーミー（Jamā'at-e Islāmī：イスラーム団体）」は、パキスタンでのイスラーム体制確立を求める運動を展開する中で台頭し、1949年、パキスタン憲法目標決議に「主権は神に存する」という一文を明記させるに至った。さらに、1979年12月から始まったアフガニスタンでの対ソ連戦争においては、共産主義勢力駆逐を掲げたジハード（jihād：聖戦）のために、パキスタンでの西側諸国の窓口となって勢力を得た。

ここに紹介する『イスラームにおけるジハード *Al-Jihād fī al-Islām*』は、マウドゥーディーが1928年に二度に分けて記した雑誌論文で、その後加筆を経て1930年に単行本として刊行されたものである。本書執筆の背景には、北インドにおける

＊ 大阪外国語大学　助教授

1) マウドゥーディーに関する邦文の研究には、加賀谷寛　1987「第二次世界大戦期南アジアにおけるイスラム復興運動の発展—1941年8月25日、26日「ジャマーアテ・イスラーミー」結成に関する資料」『両大戦間期における民族と社会』大阪外国語大学、中村廣治郎　1997『イスラームと近代』岩波書店、拙稿　2001「マウドゥーディーのイスラーム復興運動：20世紀インド・ムスリム知識人の動態的研究」『アジア太平洋論叢』11号、大阪外国語大学、および2003（刊行予定）「南アジア・イスラームの地平—イクバールとマウドゥーディー」『現代イスラーム運動と政治運動』京大出版会がある。

2) クトゥブの思想に対するマウドゥーディーの影響については、Choueiri, Youssef M. 1990, *Islamic Fundamentalism*, London, Printer Publishers、あるいは同書に関する、飯塚正人　1991「新刊書紹介：Youssef M. Choueiri, *Islamic Fundamentalism*, Printer Publishers, London, 1990.」178p.『現代中東研究』No.8.を参照せよ。



۳۔جدید نظامِ تعلیم اور نصابی کتب،۳-۱۔تعلیمی نظام کا ایک جائزہ،۳-۲۔نصابی کتب کی تیاری کا طریقہ کار،۳-۳۔نصابی کتب کی منصوبہ سازی
۴۔نصابی کتب کی تاریخی روایت،۴-۱۔اسلامی ریاستوں کا تاریخی جائزہ،۴-۲۔برطانوی نوآبادیات اور آزادی کی تحریک،۴-۳۔مسئلۂ کشمیر اور بنگلہ دیش کی تشکیل،۴-۴۔کثیر القومی اور کثیر المذہبی جائزہ

ماحصل

حصۂ دوم۔طباعت اور احیائے اسلامی

باب چہارم۔جنوبی ایشیا میں طباعتی ثقافت کا ارتقا

تعارف

۱۔طباعت کی ثقافت، جنوبی ایشیا میں،۱۔۱۔ایسٹ انڈیا کمپنی،۱۔۲۔نجی طباعتی ادارے۔۱۔۳۔دہلی سے لاہور تک، ۱۔۴۔لاہور میں زبان کی تبدیلی

۲۔انیسویں صدی میں طباعتی صنعت،۲۔۱۔تراجم،۲۔۲۔طباعتی وسائل اور احیائے اسلام

۳۔پاکستان میں طباعت کا ارتقا،۳۔۱۔طباعتی نظام کی تشکیل،۳۔۲۔کتب خانے،۳۔۳۔ذرائع کی ترتیب

۴۔اردو بازار اور مطبوعات،۴۔۱۔اردو بازار کا ارتقا،۴۔۲۔مطالعے کا فروغ،۴۔۳۔طباعت اور زبان کی ثقافت۔

ماحصل

باب پنجم۔احیائے اسلام اور قرآنی تفاسیر کی طباعت

تعارف

۱۔جنوبی ایشیا میں احیائے اسلام،۱۔۱۔برطانوی اقتدار اور احیائے اسلام جنوبی ایشیا میں، ۱۔۲۔تجدد اور احیائے اسلام، قیامِ پاکستان کے بعد،۱۔۳۔ضیاالحق کے دور کی اسلامیانے کی حکمتِ عملی

۲۔جنوبی ایشیا میں مطالعۂ تفسیر اور اس کے مسائل،۲۔۱۔تفسیر کی نوعیت، ۲۔۲۔روایتی تفسیر،۲۔۳۔جدید تفسیر،۲۔۴۔جنوبی ایشیا اور اردو زبان میں تفسیر کی روایات

۳۔طباعت کا فن اور تفسیر،۳۔۱۔احیائے اسلام اور تفسیر انیسویں صدی کے بعد،جنوبی ایشیا کی زبانوں میں تفسیر

ماحصل

حصہ سوم۔مودودی کے افکار اور تصانیف

باب ششم۔مودودی بحیثیت مفکر، سیاست داں اور مصنف

تعارف

۱۔عہد شباب

۲۔مودودی اور جماعت اسلامی، ۲۔۱۔ جماعت اسلامی کا قیام،۲۔۲۔ پاکستان میں جماعت اسلامی کی سرگرمیاں،۲۔۳۔ جماعت اسلامی سے علیحدگی،

۳۔مودودی کی تصانیف

۴۔مودودی اور ان کا عہد، ۴۔۱۔مجدد دین، ۴۔۲۔مارکسیت پسند، ۴۔۳۔اسلام پسند

ماحصل

باب ہفتم۔مودودی اوران کی تفسیر: تفہیم القران

تعارف

۱۔مودودی اوران کی تفسیر، ۱۔۱۔تفہیم القران کی تصنیف کے لیے تحریک، ۱۔۲۔تفہیم القران کی طباعت، ۱۔۳۔تفہیم القران کی طباعت اور تراجم

۲۔مودودی کی تصنیف کا مقصد

یہ مقالہ جاپانی زبان میں لکھا گیا ہے اوراس کی ضخامت ۲۰۱ صفحات ہے۔اس طالبہ نے اسلام اور پاکستان کے تعلق سے جاپان و پاکستان میں منعقد ہونے والے متعدد سیمیناروں میں شرکت کرکے ان میں اپنے مقالات بھی پیش کیے ہیں اوران کا ایسا مطالعہ جاری ہے۔مولانا مودودی کے تعلق سے اپنے مطالعات کے لیے جاپان کے علاوہ لاہور کے کتب خانوں اور ''عقیل کلیکشن'' سے کراچی اور کیوتو میں خاطر خواہ استفادہ کیا اورایک مقالہ خاص ''عقیل کلیکشن'' کے بارے میں کیوتو یونیورسٹی میں منعقدہ سیمینار، مورخہ ۲۹/نومبر ۲۰۱۳ء میں پیش کیا، جس کا ذکر اگلی سطور میں ہے۔

دوسرا اہم کام کتابیاتِ مودودی کی ترتیب ہے جو ایک نوجوان طالبہ ساوٗ کی نوری کو نے انجام دیا ہے(۸)۔ یہ کتابیات اوساکا یونیورسٹی کے ''گریجویٹ اسکول آف لینگویج اینڈ کلچر'' میں ایم اے کی تکمیل کی غرض سے مقالے کے ایک حصے کے طور پر مرتب و پیش کی گئی تھی۔مقالے کا موضوع تھا: ''مولانا مودودی کی تصانیف کے مراحل اوران مراحل میں مولانا مودودی کے افکار کی تنظیم و تشکیل''۔کتابیات: Urdu Works of Abu al A'la Maududi, An Annotated Bibliography کے عنوان سے ۲۰۱۳ء میں منظر عام پر آئی ہے۔اسے سویامانے کی ہدایت و نگرانی کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔اس میں موضوع کا شعور اور محنت وسلیقہ اور ترتیب دیدنی ہیں۔اس کتابیات کا انگریزی متن (ترجمہ) بھی ساوٗ کی نے تیار کیا ہے جو مارچ ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا ہے۔اس نے اس کتابیات کی تیاری اولاً اپنی اوساکا یونیورسٹی کے ''اسکول آف فارن لینگویجز'' کے کتب خانے سے شروع کی۔پھر کچھ دن لاہور میں رہ کر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کی معاونت سے ''ادارۂ معارف اسلامی'' (منصورہ) کے کتب خانے سے استفادہ کیا۔ راقم کے کتب خانے (کراچی) سے بھی اسے خاصی مدد ملی ہے۔آخر میں ''کیوتو یونیورسٹی'' کے ''گریجویٹ اسکول آف ایشیا، افریقہ ایریا اسٹڈیز'' کے کتب خانے میں راقم کے کتب خانے کے ایک بڑے حصے کی ستمبر ۲۰۱۲ء میں منتقلی اور وہاں ''عقیل کلیکشن'' کے طور پر ترتیب کے بعد اس طالبہ کو وہاں یکسوئی سے اپنے کام کو حتمی شکل دینے کا موقع ملا۔

یہ کتابیات کمالِ محنت وعرق ریزی سے مرتب کی گئی ہے اور تمام اندراجات کی تفصیلات سائنسی انداز سے، جو کتابیات

کے لیے ضروری سمجھے جاتے ہیں، اس میں درج کی گئی ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے اسے آٹھ زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے، جو یہ ہیں: ا۔قرآن وحدیث (کُل تعداد ۱۰)؛ ۲۔وہ تصانیف جنھیں خود مولانا مودودی نے مرتب کیا یا ان کی نگرانی میں مرتب ہوئیں [۴۹]؛ ۳۔کتابچے (۱۰۲)؛ ۴۔مجموعہ ہائے مکاتیب [۱۱]؛ ۵۔تراجم از مولانا مودودی [۴]؛ ۶۔وہ منتشر تحریریں، جنھیں مجموعوں کی صورت میں کسی اور نے مرتب کیا [۳۸]؛ ۷۔مولانا مودودی کی تصانیف سے ماخوذ اقتباسات پر مشتمل کتابیں [۷۳]؛ ۸۔وہ مضامین، جو مولانا مودودی نے ۱۹۱۸ء اور ۱۹۳۰ء کے دوران لکھے [۹]۔ان تمام اندراجات کو انفرادی حیثیت میں متعلقہ تمام تفصیلات کے اہتمام سے کہ جن کے توسط سے کتاب کی کُل اشاعتوں کے بارے میں ساری معلومات حاصل ہوسکیں، مرتب کیا گیا ہے۔ بیشتر یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ کس کتاب کے متن میں کیا اضافے یا ترامیم شامل ہوتی رہیں۔ یہ سارا اہتمام عرق ریزی اور شدید انہماک اور محنت و لگن کے بغیر ممکن نہ تھا۔ یہ اہتمام ایسا ہے کہ مولانا مودودی کی کسی اور کتابیات میں، سوائے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی مرتبہ کتابیات: ''تصانیفِ مودودی''(۹)، ایسی جزئیات کے ساتھ کم ہی دیکھا جاسکتا ہے۔اس امتیاز کے پسِ پشت جہاں اس طالبہ کی محنت ومشقت صاف نمایاں ہے وہیں پروفیسر سویامانے کی تحریک وتشویق بھی اس کوشش میں شامل و نگران ہے۔

اس کوشش کا ایک ابتدائیہ پہلے پہل اس طالبہ نے اس ادارے میں ''عقیل کلیکشن'' کی ایک اولین تعارفی تقریب، منعقدہ ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو، جو ایک سیمینار کے طور پر منعقد ہوئی تھی، ایک مقالے کی صورت میں پیش کیا تھا۔اپنے مقالے میں اس طالبہ نے جو جائزہ پیش کیا اس کے مطابق مولانا مودودی پر اس گوشے میں مولانا کی اپنی تصانیف کے علاوہ وہ تصانیف شامل ہیں جو مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی کے بارے میں ہیں اور ساتھ ہی ایسی تصانیف بھی شامل ہیں جن کے موضوعات ومباحث کسی نہ کسی طرح ان دونوں سے تعلق رکھتے ہیں۔اس جائزے میں ایسی ۱۲۶ کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو اہم بھی ہیں اور نادر وکمیاب بھی۔ پھر ان میں ایسی کتابیں بھی شامل ہیں جنھیں مولانا مودودی کے مخالفین نے ان کے افکار ونظریات کی تردید یا مخالفت میں تحریر کیا، اور ان میں ایسی کتابیں بھی ہیں جو ان کے دفاع میں لکھی گئیں۔اس طالبہ کے جائزے کے مطابق مولانا مودودی نے اپنے جریدے ''ترجمان القرآن'' میں تقریباً ۹۰۰ مضامین تحریر کیے تھے، جن سے ۳۰۰ کتابیں مرتب ہوئیں، جن میں ۵۰ کتابیں خود مولانا مودودی کی تصانیف کی شکل میں سامنے آئیں، جب کہ ۱۰۰ کتابچے اور ۱۱۰ مجموعے ان کے عقیدت مندوں نے مرتب وشائع کیے۔اس طالبہ کے مطابق مولانا مودودی کی کتابیں کم از کم ۵۰ زبانوں میں ترجمہ ہوچکی ہیں۔اس جائزے کے مطابق ''عقیل کلیکشن''میں موجود کئی کتابیں جاپان کے چند کتب خانوں میں بھی موجود ہیں لیکن اس ذخیرے کی وجہ سے اب جاپان میں مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے ساتھ ساتھ عہدِ جدید کی اسلامی تحریکات اور افکار کے بارے میں تحقیقی مطالعات کرنے والوں کے لیے بھی بہت آسانیاں فراہم

ہوگئی ہیں۔اس طالبہ کا یہ مقالہ پہلے مذکورہ سیمینار میں پیش ہوا، پھر یہ کیوتو یونیورسٹی کے اسلامی علاقائی مطالعے کے مرکز کے مجلّے: Kyoto Bulletin of Islamic Area Studies کے شمارہ ۷، مارچ ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔اس مجلّے میں ''عقیل کلیکشن'' میں موجود دیگر علمی موضوعات کے تعارف و استفادے پر مبنی چند اور مقالات بھی شائع ہوئے جن میں ایک مقالہ پروفیسر سویامانے کا ''عقیل کلیکشن'' کی خصوصیات و انفرادیت پر، خصوصاً اسلام اور جنوبی ایشیا کے تعلق سے اہم گوشوں کے احوال و کوائف کے جائزے پر مشتمل ہے۔

''عقیل کلیکشن'' کے سلسلے میں منعقد ہونے والے ان سیمیناروں میں مختلف علماء اپنے اپنے دائرۂ موضوعات کے ذیل میں، جو کچھ ان کو اس ذخیرے سے دستیاب ہو رہا ہے اور ان کے متعلقہ مطالعات کے لیے مفید ثابت ہوا ہے، ان کو اپنے مقالات میں کمپیوٹر کے عملِ تظہیر (Multi-media Presentation) کے ذریعے پیش کر کے تفصیل سے تعارف کراتے ہیں۔مثلاً جنوبی ایشیا کی فکر اسلامی کے تعلق سے شاہ ولی اللہ، علمائے دیوبند، جمال الدین افغانی، ابوالکلام آزاد اور مولانا مودودی کے بارے میں اس ذخیرے میں موجود اہم کتابوں کا تعارف کرایا گیا جو ان کے مقالات کا موضوع رہے ہیں۔اس ضمن میں سُنا گا ایمی کو اور سساؤکی نوری کو نے مولانا مودودی سے متعلق گوشے میں محفوظ ذخیرے کا اپنے زاویے سے تعارف کرایا ہے۔

اس نوعیت کے سیمیناروں کے تسلسل میں ایک اور تعارفی سیمینار، منعقدہ ۲۹ر نومبر ۲۰۱۳ء میں، جو دیگر موضوعات اور دیگر اسکالرز کے مقالات پر مشتمل تھا، سُنا گا ایمی کو نے Material on Maodudi in AQEEL COLLECTION کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔اس تعارف میں جہاں مولانا مودودی کے احوال و آثار اور جماعت اسلامی کی تاسیس جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا، وہیں اس ذخیرے میں موجود مولانا مودودی کی تصانیف اور متعلقات کا ذکر کیا گیا تھا اور بالخصوص ''تفہیم القرآن'' کی خصوصیات، اہمیت اور اس کے اثرات پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی تھی۔اس تعارف کے دوران ۳۲ نقشوں اور ۱۲ تصاویر سے مدد لی گئی۔جب کہ سات عدد جدولیں اور گوشوارے اور ایک بہت جامع اور مفصل کتابیات بھی اس سیمینار میں پیش کیے جانے والے مقالے کے آخر میں شامل تھی، ان سب کو مصنفہ نے وضاحت کی خاطر اپنی گفتگو اور اس مقالے میں شامل رکھا تھا۔

اس نوعیت اور تسلسل کے حامل مطالعات کا ایک سلسلہ جو جاپان میں شروع ہوا ہے، اور جو دلچسپی جاپان کی جامعات میں نظر آ رہی ہے، روز افزوں ہے اور اس لیے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس میں ہر جہت سے اضافہ ہوتا رہے گا۔

## مراجع وحواشی

(۱)　تفصیلات کے لیے: میساوا نوبوؤ اور گوکورا اکچاداغ، The First Japanese Muslim Shotaro Noda (1868-1904)، مشمولہ: Annals of Japan Association for Middle East Studies.، شمارہ۲۳۔۲۰۰۷ء، ص ص ۸۵۔۱۰۹

(۲)　تفصیلات کے لیے: میساوا نوبوؤ Commercial Museum in Istanbul (1928-1937)، Annals of Japan Association for Middle East Studies.، شمارہ ۲۳، ۲۰۰۷ء، ص ص ۲۳۷۔۲۳۸؛ ونیز شوپچی کوبایاشی اور نوبوؤ میساوا، Japanese Islam Policy.، مشمولہ: Gondai Shakai Kankyu.، مجلۂ ٹوکیو یونیورسٹی، شمارہ۲، ۲۰۰۸ء۔ص ص۹۔۲۲

(۳)　جاپان میں اسلام پر حالیہ مطالعات کی قدرے تفصیل راقم کی ایک تصنیف ''مشرقِ تاباں: جاپان میں اسلام، پاکستان اور اردو زبان و ادب کا مطالعہ''، مطبوعہ: پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء میں

دیکھی جاسکتی ہے۔یہاں ان سطور میں محض اختصار روا رکھا گیا ہے۔

(۴)　مشمولہ: Bulletin of Asia-Pacific Studies.، جلد XI، ۲۰۰۱ء، ص ص ۱۶۷-۲۱۰

(۵)　مشمولہ: Ajia Taiheiyo Ronsi، جلد II، ۲۰۰۱ء،

(۶)　مشمولہ: Kansai Arab-Islam Research Journal، جلد۳، ۲۰۰۳ء، ص ص ۱۵۱-۱۶۵

(۷)　مشمولہ: Memoirs of the Research Department of the Toyo Bunko.، جلد ۶۳، ۲۰۱۰ء، ص ص ۱۴۳-۱۷۴

(۸)　یہ کتاب NIHU، National Institute of Humanities کے سلسلۂ مطبوعات Researec Series of South Asia and Islam : کے تحت ۲۰۱۳ء میں شائع کی گئی ہے اور یہ اس سلسلے کی تیسری کتاب ہے۔

(۹)　مشمولہ ''تذکرۂ مودودی''، جلد سوم، مطبوعہ ادارۂ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۸ء